رسائل و مسائل

ملک غلام علی

نقد اور ادھار قیمت میں تفاوت

سوال :

ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ شرعی حکم کیا ہے ؟

ہمارے ایک رکنِ جماعت سوت بیچتے ہیں ۔ نقد مال فروخت کیا جائے تو ایک قیمت لیتے ہیں' اگر خریدار ادائیگی ایک ماہ بعد کرنے کا وعدہ کرے تو اس سے نقدوالی قیمت سے کچھ زیادہ وصول کرتے ہیں ۔

رسائل و مسائل حصہ اوّل ص ۳۲۱ پر یہ عبارت ہے :

سوال : اگر کوئی دوکاندار اس اصول پر عمل پیرا ہو کہ وہ نقد خریدنے والے گاہک سے اشیاء کی کم قیمت لے اور ادھار لینے والے سے زیادہ تو کیا وہ سود خوری کا مرتکب ہو گا ؟

سیّد مودودیؒ صاحب نے جواب دیا ہے کہ یہ صورت تو صریحاً" سود کی ہے (سطر نمبر ۱۰)

مگر وہ صاحب نقد کم قیمت پر اور ادھار زیادہ قیمت پر دینے کو سود نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ "ترجمان القرآن ماہ جنوری ۱۹۹۲ء صفحہ ۷۱ پر لکھا ہے":

"نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق کے ساتھ چیز فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے ۔"

(سطر نمبر ۱۰)

ریڈیو پر میں نے خود سنا جو عالم جواب دے رہے تھے انہوں نے اسے سُود بتایا ۔ میثاق کے پرچہ میں بھی اسے غلط قرار دیا گیا ہے کہ نقد اور ادھار قیمتوں میں فرق ہو اور بحث کی گئی کہ یہ اجتہاد درست نہیں ' اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک رکنِ جماعت کے لیے یہ جائز ہو گا کہ وہ ایسا کرتا رہے' کیا

فقہ میں اس کی گنجائش ہے ؟ ایک رکن کے لیے صحیح طرزِ عمل کیا ہے ؟ اگر وہ اسے سُود نہیں مانتا تو کیا وہ رکن رہ سکتا ہے ؟ اور کیا امیرِ جماعت بھی منتخب ہو سکتا ہے ؟

جواب :

بلا شبہ مولانا مودودی رحمہ اللہ نے رسائل و مسائل حصہ اوّل میں یہ لکھا ہے کہ نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق سود ہے، مگر یہ مرحوم کی ذاتی رائے ہے اور انہوں نے جماعت کے افراد کو اپنی فقہی آراء کا پابند نہیں کیا۔ امّت کی اکثریت کا مسلک یہ ہے کہ ادھار اور نقد کی قیمت میں تفاوت جائز ہے اور یہ سود کی تعریف میں نہیں آتا۔ مولانا عبد المالک صاحب نے ترجمان جنوری ۱۹۹۲ء میں جواب اسی کے مطابق دیا ہے اور میں ہمیشہ یہی جواب مولانا مودودیؒ کے حینِ حیات بھی دیتا رہا ہوں جس کا انہیں علم تھا اور انہوں نے اس سے اختلاف نہیں فرمایا، نہ مجھے ایسا جواب دینے سے روکا اور میں نے اس مسئلے پر جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا اس سے اندازہ ہوا کہ صرف امام ابن حزم یا اصحابِ سلف میں سے ایک آدھ دیگر بزرگ نے اکثریت سے اختلاف کیا ہے ورنہ علماء جمہور جواز کے حق میں ہیں اور اکثریت کے قول کی تغلیط و تردید آسان نہیں ہے۔

حنفی فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ بالعموم مذکور ہے کہ نقد اور ادھار قیمتوں میں تفاوت جائز ہے۔
فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد اوّل دار الاشاعت کراچی ص ۶۳۴، ص ۶۳۵ پر چار سوال اس مضمون کے موجود ہیں جن کا جواب شامی، ھدایہ وغیرہ کے حوالے سے یہی دیا گیا ہے کہ ادھار کی وجہ سے قیمت زیادہ کرنا جائز ہے۔ ایک جواب کے الفاظ ہیں "اجل کی وجہ سے زیادہ ثمن معروف ہے کمافی الشامی" دوسرے جواب میں الفاظ ہیں "یہ جائز ہے" ۔سنن ترمذی کتاب البیوع میں حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے : **نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیعتین فی بیعتہ** (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے)امام ترمذی اس پر فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے اس کی تفسیر یہ بیان فرمائی ہے **ان یقول ابیعک ھذا الثوب بنقد بعشرہ وبنسیۃ بعشرین ولا یفارقہ علی احد البیعتین** (بیچنے والا خریدار سے یہ کہے کہ میں یہ کپڑا تمہارے ہاتھ نقد دس میں اور ادھار بیس میں فروخت کرتا ہوں اور دونوں صورتوں میں کسی ایک پر بات کو ختم اور منقطع نہ کرے) **فاذا فارقہ علی احدھما فلا باس اذا کانت العقدہ علی احد منھما** (اگر دونوں صورتوں میں سے ایک پر بات طے ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں)۔

مولانا سیّد نذیر حسین محدث دھلوی نے فتاویٰ نذیریہ ' جلد دوم 'کتاب البیوع ص ۱۶۳-۱۶۴ پر متعدد سوالات کے جوابات میں نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق کو جائز قرار دیا ہے ۔ایک جواب کی عبارت درج ذیل ہے:

"اگر بائع نقد کی صورت یا ادھار کی صورت کو متعین کر کے فروخت کرے تو بیع حلال و جائز ہے ' یعنی بائع بیچنے کے وقت خریدار سے کہے کہ میں تیرے ہاتھ اس غلہ کو نقد فی روپیہ پچیّس سیر فروخت کرتا ہوں یا یوں کہے کہ اس غلہ کو ادھار فی روپیہ بیس سیر فروخت کرتا ہوں ' تو یہ بیع جائز و درست ہے **لعموم الا دلتہ القاضیہ** بجوازہ (کیوں کہ اس کے جواز کے لیے عمومی قطعی دلائل موجود ہیں) اور اگر نقد کی صورت یا ادھار کی صورت کو خاص اور متعین کر کے فروخت نہ کرے ' تو یہ بیع حرام و ناجائز ہے ' یعنی فروخت کے وقت یوں کہے کہ اس غلہ کو تیرے ہاتھ نقد پچیّس سیرفی روپیہ اور ادھار فی روپیہ بیس سیر فروخت کرتا ہوں اور نقد کی صورت یا ادھار کی صورت کو خاص و متعین نہ کرے تو اس طرح کی بیع ناجائز ہے ۔"

میں سمجھتا ہوں کہ اگر خریدار کے لیے یہ اختیار موجود ہے کہ وہ چاہے تو مال نقد خرید لے اور چاہے تو ادھار خرید لے اور قیمت بعد میں ادا کرے تو اس اختیار کے بعد اگر مشتری زائد قیمت پر مال خریدنا پسند کرے تو خرید و فروخت کی یہ صورت جائز ہو گی اور ایک مسلمان اس پر عمل کر سکتا ہے۔